بر صغیر میں مسلم۔ مسیحی مناظرانہ ادب کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Muslim-Christian Debate Literature in the Subcontinent

Hafiz Muhammad Naveed
Lecturer ,Department of Islamic Studies, Federal Urdu university of Arts, Sciences & Technology ,Islamabad
Email: hafizmnaveed@fuuast.edu.pk

Dr.Khalid Shafi
Assistant Professor ,IBA University , Sukkar
Khalid.shafi@iba-suk.edu.pk

Dr. Jahanzaib Rana
Assistant Professor , Isra University ,Hyderabad
Jahanzaib.rana@isra.edu.pk

ABSTRACT

The arrival of Christianity in the subcontinent was long ago but it hardly existed here. It did not increase with the passage of time. The arrival of the East India Company in the subcontinent accelerated its spread. As the East India Company grew in influence, so did the preaching of Christianity. For this purpose, Christian scholars from different countries were brought to the subcontinent, mission schools were established, and various mission welfare institutions were set up. Christian scholars, through their speeches and writings, have raised objections to Islam and Bani e Islam. As a result, there was a danger of weakening the faith of the Muslim people. Against this background, Muslim scholars and thinkers decided that if the flood was not stopped, it would be very detrimental to the people of Islam. To this end, Muslim scholars began to respond to the objections of the Christian clergy. As a result, Muslims. Christian theatrical literature came

into being. The need was for Muslims in the subcontinent. Christian dissertation literature should be highlighted. The article under review has been written for the same purpose.

Key Words: Muslim, Christian, East India Company, Islam, Christian Scholars.

برصغیر کی سرزمین ایک ایسا خطہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے دل نشین وادیوں، وسیع رقبہ، سرسبز و شاداب میدانوں، معدنی وسائل، ہرے بھرے کھیتوں اور مختلف موسموں سے مالامال کیا ہے۔ تاریخی، معاشی، مذہبی اور تمدنی لحاظ سے اس کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس خطے میں عیسائیت کی ابتداء کا سراغ لگانا ایک مشکل امر ہے۔ تاہم ایک رائے کے مطابق ہندوستان کے صوبہ کیرالہ میں پہلی صدی عیسوی میں سینٹ تھامس کے آنے سے اس کا آغاز ہوا۔ اسی وجہ سے کیرالہ کے عیسائی دنیا کے قدیم ترین عیسائی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ۵۲ ہجری میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری سینٹ تھامس کے ہاتھ پر انہوں نے عیسائی مذہب قبول کیا تھا۔[1] امتدادِ زمانہ کے ساتھ ساتھ چوتھی صدی عیسوی میں جب تھامس عیسائیوں کا وجود ختم ہونے لگا تو ایسے حالات میں یروشلم، نینو اور بغداد سے ایک پادری کی قیادت میں عیسائیوں کے ایک گروہ نے مالابار میں قدم رکھا، موجودہ حکمران نے بڑی شان و شوکت کے ساتھ اس گروہ کا استقبال کیا۔ اس نووارد مسیحی جماعت سے تھامس عیسائیوں کو ایسی تقویت ملی کہ مسیحیت کا دور دوبارہ بحال ہونے لگا۔[2] مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ اِن عیسائیوں نے اپنا وجود برقرار رکھا، لیکن ان کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ نہ ہو سکا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہندوستان میں آنے سے مسیحیت کو فروغ ملا۔ یہ کمپنی برطانوی حکومت نے کاروباری مواقع کی تلاش کے لیے بنائی تھی۔ ۱۶۰۰ عیسوی میں اسے برصغیر سے تجارت کا پروانہ ملا۔ یہ ایک تجارتی کمپنی تھی لیکن اس کی اپنی اڑھائی لاکھ فوج تھی۔ جہاں تجارت سے منافع ممکن نہ ہوتا وہاں فوج اس ناممکن کو ممکن بنا دیتی تھی۔ اس کمپنی نے

ہندوستان میں وسیع پیمانے پر کاروبار شروع کیے۔ مختلف برطانوی صنعتوں کو ہندوستان میں مقبول بنانے کے لیے اس کمپنی نے ہندوستان کی صدیوں پرانی صنعتوں کو بڑی بے رحمی سے تباہ وبرباد کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کچھ ہی عرصہ میں اس کمپنی کی وجہ سے انگلستان میں خزانوں کا دریا بہنے لگا۔ اس کمپنی نے ڈھاکہ کی صنعت پارچہ بافی کو نہ صرف تباہ وبرباد کیا بلکہ اس صنعت کے کاریگروں پر ایسے ظلم کے پہاڑ توڑ دیے کہ وہ اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔[3] جب اس کمپنی نے دیکھا ہندوستان کے لوگ بالکل غلام بن چکے ہیں، اب اس نے ہندو اور مسلمان کے مذہب سے کھیلنے کا ارادہ کیا۔ اس نے مذہبی زبانوں کو مٹانے اور اپنے مذہب کی ترویج کرنے کی مختلف تدابیر کرنا شروع کی۔ ان حالات میں ایسے مشن کالجوں اور سکولوں کا قیام عمل میں لایا گیا جن میں مسیحیت کی تعلیم تو دی جاتی تھی لیکن ہندوؤں اور مسلمانوں کی مذہبی تعلیم کی پابندی تھی۔ ۱۸۳۷ء کے قحط کے نتیجے میں ملنے والے مختلف غرباء کے بچوں کو بھی اسی مشن نے عیسائی بنا لیا۔ ۱۸۵۴ء میں انگلستان سے پادری فنڈر کو بھی اسی مقصد کے لیے ہندوستان لایا گیا تھا۔[4] سرسید احمد خان کہتے ہیں کہ شروع میں ہندوستان میں مذہب کی گفتگو بہت کم تھی لیکن دن بدن زیادہ ہوتی گئی اور اس زمانہ میں بدرجہ کمال پہنچ گئی۔ ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ یہ سب معاملہ بموجب حکم اور بموجب اشارہ اور مرضی گورنمنٹ ہوتے ہیں۔ سب جانتے تھے کہ گورنمنٹ نے پادری صاحبوں کو ہندوستان میں مقرر کیا ہے۔ گورنمنٹ سے پادری صاحب تنخواہ پاتے ہیں ، گورنمنٹ اور حکام انگریزی ولایت اس ملک میں نوکر ہیں، وہ پادری صاحبان کو بہت سارو پیہ خرچ اور کتابیں بانٹنے کے لیے دیتے ہیں اور ہر لحاظ سے ان کے مددگار اور معاون ہیں۔ فوج کے اکثر حکام اور افسران نے اپنے تابعین سے مذہب کی گفتگو شروع کی تھی، کچھ صاحب تو اپنے ملازمین کو حکم دیتے تھے کہ ہمارے گھر پر ان پادری صاحب کا وعظ سنو اور ایسا ہی ہوتا تھا۔ غرض اس بات نے ایسی ترقی

پکڑی تھی کہ کوئی شخص یہ نہیں جانتا تھا کہ گورنمنٹ کی عمل داری میں ہمارا یا ہماری اولاد کا مذہب قائم رہے گا۔[5] ان حالات میں ہندوؤں اور مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لیے مشن سکول اور دیہاتی مکتبے بنائے گئے۔ سیر سید احمد خان کہتے ہیں کہ مشنری سکول بہت جاری ہوئے اور اس میں مذہبی تعلیم شروع ہوئی۔ سب لوگ کہتے تھے کہ سرکار کی طرف سے ہیں بعض اضلاع میں بہت بڑے بڑے عالی قدر حکام ان اسکولوں میں جاتے تھے اور لوگوں کو اس میں داخل اور شامل ہونے کی ترغیب دیتے تھے۔ امتحان مذہبی کتابوں میں لیا جاتا تھا اور طالب علموں سے جو لڑکے کم عمر ہوتے تھے، پوچھا جاتا کہ تمہارا خدا کون، تمہارا نجات دینے والا کون اور وہ عیسائی مذہب کے موافق جواب دیتے تھے۔ اس پر ان کو انعام ملتا تھا۔ ان سب باتوں سے رعایا کا دل ہماری گورنمنٹ سے پھرتا جاتا تھا۔[6] شیخ محمد اکرم کہتے ہیں کہ جنگ آزادی کے بعد ہندوستان میں اسلام کو تین خطرے پیدا ہو گئے۔ پہلا خطرہ مشنریوں کی طرف سے تھا، جو اس امید میں تھے کہ سیاسی زوال کے ساتھ مسلمانوں کا مذہبی انحطاط بھی شروع ہو جائے گا اور توحید کے پیرو تثلیث قبول کر لیں گے۔ دوسرا خطرہ یورپ اور ہندوستان میں ان خیالات کا اظہار تھا۔ یہ لوگ اسلام کو عقل کا دشمن، اخلاق کا دشمن اور انسانی ترقی کا مانع ثابت کر رہے تھے۔ ان میں صرف مشنری نہ تھے بلکہ مغربی یونیورسٹیوں کے پروفیسر اور وہ انگریز حاکم بھی شامل تھے، جنہیں خدا نے ہندوستانی مسلمانوں کی قسمت سونپ رکھی تھی۔ تیسرا بڑا خطرہ جو آئندہ اور بھی بڑھنے والا تھا، خود مسلمانوں کی دلوں میں طرح طرح کے شکوک وشبہات کا پیدا ہونا تھا۔ جن لوگوں کی نظروں سے مشنریوں اور دوسرے عیسائی مصنفوں یا آزاد خیال مغربی مفکروں کی کتابیں گزرتیں وہ اسلام کے بعض مسائل کو جو عام علماء بیان کرتے تھے، خلافِ عقل سمجھنے لگے۔ اور یہ ڈر تھا کہ اگرچہ وہ اسلام چھوڑ کر عیسائیت اختیار نہیں کریں گے لیکن مذہب سے ضرور بیگانہ ہو جائیں گے۔[7] کمزور عقیدہ کی وجہ

سے ہندوؤں کی بڑی تعداد مسیحیت کو قبول کرتی چلی گئی۔ مسلمانوں کا عقیدہ تو مضبوط تھا لیکن ڈر تھا کہ مشن پادریوں اور سکولوں کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات جنم لیں گے۔ ان حالات میں ضروری تھا کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جائے۔ اس ضمن میں مختلف مسلم علماء میدانِ عمل میں آئے اور مسیحی مشنریز کی خرافات کا تحریری اور تقریری جواب دیا اور علمی محاذ پر اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے مقام اور حقوق کی اشاعت کے لیے بہت زیادہ کام کیا۔ اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لیے برصغیر کے محققین نے عقلی و نقلی دلائل سے مزین ایسا عظیم الشان ادب تخلیق کیا جس کی اہمیت سے آج بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے ہر محاذ پر مسیحی مشینریوں کے چیلنج کو قبول کر کے اُن کے اعتراضات کے بھرپور جواب دیے۔ اس مذہبی کشمکش نے مسلم۔ مسیحی مناظرانہ ادب کو وجود بخشا۔ ذیل میں چند اہم کتب کا تجزیہ پیش کیا جا رہا ہے:

ا۔ اظہار الحق (بائبل سے قرآن تک)

یہ کتاب مولانا رحمت علی کیرانوی کی ہے۔ یہ اُن دنوں میں لکھی گئی جب برصغیر میں عیسائیت کا فتنہ اپنے عروج پر تھا اور اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ پر اعتراضات کر کے مسلمانوں کے ایمان میں شکوک پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ اس تحریک کا سربراہ پادری فانڈر تھا جو جگہ جگہ نہ صرف اسلام کے خلاف دلخراش تقریریں کر رہا تھا بلکہ اس نے "میزان الحق" نامی کتاب بھی اسی مقصد کی تکمیل کے لیے لکھی تھی۔ اظہار الحق میں انہوں نے پانچ مسائل "تحریف بائبل، وقوعِ نسخ، تثلیث ، رسالتِ محمدی ﷺ اور حقانیتِ قرآن" کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔[8] ردِ عیسائیت پر عربی زبان میں مولانا کی یہ سب سے معرکۃ الآراء کتاب چھ ابواب پر مشتمل ہے۔ اسلام اور عیسائیت کے بنیادی اختلافی مسائل میں سے ہر ایک پر اس قدر مبسوط، سیر حاصل فاضلانہ اور مدلل بحث کی گئی ہے

کہ شاید کسی زبان میں اتنا قیمتی مواد جمع نہ ہو۔اس کا اردو ترجمہ ہو چکا ہے جو کہ تین مبسوط جلدوں پر مکتبہ دار العلوم کراچی سے مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی تحقیق کے ساتھ منظر عام پر آچکا ہے۔اس کے پہلے باب میں بائبل پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔اس باب کی پہلی فصل میں عہد قدیم، عہد عتیق اور عہد جدید کی تمام کتب کی تفصیل بیان کرنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ ان کتابوں میں سے کوئی بھی مستند نہیں ہے۔اس کی عقلی دلیل دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کسی کتاب کے آسمانی اور واجب التسلیم ہونے کے لیے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ پہلے تو ٹھوس اور پختہ دلیل سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ یہ کتاب فلاں پیغمبر کے واسطہ سے لکھی گئی، اس کے بعد ہمارے پاس سند متصل کے ساتھ بغیر کمی بیشی اور تغیر و تبدل کے پہنچی ہے اور کسی صاحب الہام کی جانب محض گمان و وہم کی بنیاد پر نسبت کر دینا اس بات کے لیے کافی نہیں کہ وہ منسوب الیہ کی تصنیف کردہ ہے۔اسی طرح اس سلسلہ میں کسی ایک یا چند فرقوں کا محض دعویٰ کر دینا کافی نہیں ہو سکتا۔اس زمانہ کے عیسائی مدعی ہیں کہ یہ تمام کتابیں من گھڑت اور جھوٹ ہیں۔آج اس دعویٰ پر گریک، کنیسہ اور کیتھولک و پروٹسٹنٹ کے تمام کلیسا متفق ہیں۔جب صورتِ حال ایسی ہے تو ہم صرف کسی کتاب کی نسبت کسی حواری یا نبی کی طرف کرنے سے یہ کیونکر مان لیں کہ یہ کتاب الہامی اور واجب التسلیم ہو گئی۔[9] اسی فصل میں یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ موجودہ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب نہیں ہے۔اس پر دس دلائل ذکر کیے گئے ہیں۔دسویں دلیل ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ موجودہ تورات میں کثرت سے اغلاط موجود ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کا کلام ان اغلاط سے بلند و بالا ہونا چاہیے۔[10] اسی فصل میں اناجیل اربعہ کو غیر مستند قرار دیا گیا ہے۔انجیل یوحنا کے بارے میں کہتے ہیں کہ اسی طرح پوری سند سے یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ جو انجیل یوحنا کی طرف منسوب ہے کہ وہ اسی کی تصنیف ہے، بلکہ بعض چیزیں ایسی

موجود ہیں جو اس کی تردید کرتی ہیں۔[11] اپنے اس موقف کو ثابت کرنے کے لیے انہوں نے ۹ دلائل پیش کیے ہیں۔ دوسری فصل میں بائبل کے ۱۲۴ اختلافات ذکر کیے گئے ہیں۔ آخری اختلاف کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مرقس کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو ایسی شراب دے دی جس میں بِت ملا ہوا تھا، مگر آپ نے اسے نہیں چکھا، اس کے بر خلاف تینوں انجیلوں کا بیان یہ ہے کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو سرکہ دیا تھا اور متی و یوحنا کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے وہ سرکہ نوش فرمایا۔[12] تیسری فصل میں بائبل کی ۱۱۰ غلطیوں کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان اغلاط کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ہمارا خیال یہ ہے کہ رومی کلیسا نے ان ہی خرابیوں کی وجہ سے عوام کو ان کتابوں کے پڑھنے کی ممانعت کر دی تھی اور کہتے تھے کہ وہ شر جو اُن کے پڑھنے سے پیدا ہو گا وہ فائدہ سے زیادہ ہو گا۔ اُن کی رائے اس معاملہ میں بالکل ٹھیک تھی کہ واقعی ان کتابوں کے عیوب اور خرابیاں اُن کے شائع نہ ہونے کی وجہ سے مخالفین کی نگاہوں سے غائب تھیں۔[13] چوتھی فصل میں بتایا گیا ہے کہ بائبل کی ساری کتب الہامی نہیں ہیں۔ اس موقف پر سترہ دلائل پیش کیے گئے ہیں۔[14] کتاب کے آخر میں اہل اسلام کا موقف پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اصلی تورات اور اصلی انجیل نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے دنیا سے مفقود ہو چکی تھیں۔ آج کل اس نام کی جو دو کتابیں موجود ہیں، اُن کی حیثیت محض ایک تاریخی کتاب کی ہے، جن میں سچے اور جھوٹے دونوں قسم کے واقعات جمع کر دیے گئے ہیں۔[15]

دوسرے باب میں بائبل میں تحریف کے دلائل ذکر کیے گئے ہیں۔ اس ضمن میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ تحریف کی لفظی و معنوی دو اقسام ہیں۔ تحریف معنوی کے بارے میں ہمارا اور عیسائیوں کے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہے، کیونکہ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ عہدِ عتیق کی وہ آیات جن میں عیسائیوں کے خیال

کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف اشارہ تھا اور وہ احکام جو یہودیوں کے نزدیک دائمی اور ابدی ہیں، ان کی تفسیر میں یہودیوں کی جانب سے تحریف معنوی کا صدور ہوا ہے اور علماء پروٹسٹنٹ یہ بھی اعتراف کرتے ہیں کہ پاپا کے معتقدین کی طرف سے دونوں عہد ناموں میں اس قسم تحریف کی گئی ہے۔ [16] تحریف لفظی میں اہل اسلام اور عیسائیوں کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس لیے تحریف لفظی کو تین طریقوں "الفاظ کی تبدیلی، الفاظ کی زیادتی اور الفاظ کا حذف" سے ثابت کیا گیا ہے۔ ان تینوں طریقوں پر انہوں نے انہی کی کتب سے بہت سارے دلائل ذکر کیے ہیں۔

تیسرے باب میں نسخ کے ثبوت پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے کہ نسخ کی دو اقسام ہیں۔ پہلی وہ نسخ جو کسی نئے نبی کی شریعت میں کسی پہلے نبی کی شریعت کے حکم کی نسبت ہو اور دوسری وہ نسخ جو خود اسی نبی کی شریعت کے کسی سابقہ حکم کی نسبت جاری ہو۔ ان دونوں قسم کے نسخ کی مثالیں عہدِ عتیق اور عہدِ جدید دونوں میں بے شمار موجود ہیں۔ [17] پہلی قسم کی ۲۱ مثالیں ذکر کی گئی ہیں۔ پہلی مثال یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے عہد میں بہن اور بھائیوں کے درمیان شادیاں ہوئیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سارہ بھی ان کی علاتی بہن تھیں۔ حالانکہ بہن سے نکاح کرنا خواہ وہ حقیقی سگی بہن ہو یا صرف باپ شریک ہو یا صرف ماں شریک ہو، مطلقاً حرام اور زنا کے برابر ہے اور نکاح کرنے والا ملعون اور میاں بیوی کو قتل کر دینا واجب ہے۔ کتاب احبار کے باب نمبر ۱۸ کی آیت نمبر ۹ میں بہن کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس کی شرح میں لکھا گیا ہے کہ اس قسم کا نکاح زنا کے برابر ہے اور کتاب احبار کے باب نمبر ۲۰ کی آیت نمبر ۱۷ میں ایسا نکاح کرنے والوں کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اب اگر حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعتوں میں اس قسم کے نکاح کو جائز نہ مانا جائے تو تمام انسانوں کا زنا کی اولاد ہونا، شادی کرنے والوں کا زانی ہونا، واجب القتل ہونا اور ملعون

ہونا لازم آتا ہے، پھر انبیاء کرام علیہم السلام کی شان اقدس میں ان باتوں کا کیسے تصور کیا جا سکتا ہے۔ اس سے یقینی طور پر یہ اعتراف کرنا پڑے گا کہ ایسا نکاح دونوں کی شریعت میں جائز تھا، پھر منسوخ ہو گیا۔[18] نسخ کی دوسری قسم کی مثالوں میں سے ایک مثال یہ ہے کہ کتاب پیدائش باب نمبر ٦ سے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں ہر جنس کے دو دو جانور داخل کیے جائیں وہ پرندے ہوں یا چارپائے اور باب نمبر ۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ پاک حلال جانوروں میں سے نر ہوں یا مادہ سات سات داخل کیے جائیں اور حرام چارپایوں اور پرندوں میں سے دو دو۔ پھر اسی باب سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر جنس کے دو دو داخل کیے گئے۔ گویا کہ یہ حکم دو مرتبہ منسوخ ہوا۔[19]

چوتھے باب میں عقیدہ تثلیث سے متعلق تفصیلی گفتگو کی گئی ہے کہ خدا تین نہیں ہیں بلکہ صرف ایک ہے۔ اس باب کی پہلی فصل میں سات عقلی دلائل پیش کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اب جب کہ دلائل قطعیہ عقلیہ سے یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ خدا کی ذات میں تثلیث حقیقی ناممکن ہے تو اگر مسیح علیہ السلام کا کوئی قول ظاہراً تثلیث پر دلالت بھی کرتا ہے تو اس کی تاویل کرنا ضروری ہے۔[20] دوسری فصل میں عقیدہ تثلیث پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ اقوال پیش کیے گئے ہیں۔ گیارہویں قول کے تحت علامہ رحمت علی کیرانوی فرماتے ہیں کہ ان آیتوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کے اقوال و افعال سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو خدا نہیں، خدا کا بندہ سمجھتے تھے۔[21] تیسری فصل میں تثلیث کے حوالے سے نصاریٰ کے دلائل کو علمی طریقے سے رد کیا گیا ہے۔

پانچویں باب میں اس موضوع پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس کی پہلی فصل میں قرآن کریم کی بارہ اعجازی خصوصیات کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ قرآن کریم بلاغت ،اسلوب، پیشگوئیاں، ماضی کی خبریں، دلوں کے بھید، جامعیت علوم، اختلاف و تضاد سے حفاظت، بقاء و

دوام، ہر مرتبہ نیا کیف، دعویٰ مع دلیل، حفظ قرآن اور خشیت انگیزی کے لحاظ سے معجزہ ہے۔[22] اس باب کی دوسری فصل میں قرآن کریم پر عیسائیوں کے چار اعتراضات کے علمی و فکری جوابات دیے گئے ہیں۔ تیسری فصل میں احادیث کی صحت پر مفکرانہ گفتگو کی گئی ہے۔ چوتھی فصل میں احادیث پر پادریوں کے پانچ اعتراضات کو دلائل کے ساتھ رد کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ ساتھ انہی کی کتب سے اقتباسات بھی پیش کیے گئے ہیں۔

چھٹا باب "محمد رسول اللہ ﷺ" کے عنوان سے ہے۔ اس کی پہلی فصل میں نبی اکرم ﷺ کی نبوت پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔ اس ضمن میں نبی اکرم ﷺ کے معجزات، اخلاق، آپ ﷺ کی پاکیزہ شریعت، آپ ﷺ کی تعلیمات کی اشاعت، بائبل میں نبی اکرم ﷺ کی بشارتیں سمیت عیسائیوں کی طرف سے وارد ہونے والے مختلف اعتراضات کے علمی جوابات دیے گئے ہیں۔ دوسری فصل میں نبی اکرم ﷺ کی رسالت پر عیسائیوں کے مختلف اعتراضات کا جائزہ لیا گیا ہے کہ اِن اعتراضات کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ یہ اعتراضات صرف اس لیے کیے گئے ہیں تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کیے گئے جائیں۔ آخری اعتراض یہ تھا کہ نبی اکرم ﷺ خود نعوذ باللہ گنہگار اور عاصی ہیں اور کسی گنہگار کے لیے ممکن نہیں ہے کہ وہ دوسرے گنہگاروں کی سفارش کرے۔ اس اعتراض کو مختلف دلائل سے رد کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اب کسی قسم کا کوئی استحالہ نبی اکرم ﷺ کی نسبت شفیع المذنبین ہونے میں باقی نہیں رہا۔[23] اس پس منظر سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام پر وارد ہونے والے مسیحیت کے اعتراضات کو رد کرنے اور اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لیے جو دلائل اس کتاب میں دیے گئے ہیں شاید ہی کسی اور زبان میں اس طرز کی گفتگو کی گئی ہو۔

۲۔ ازالۃ الاوہام

ردِ عیسائیت پر مشتمل مولانا رحمت علی کیرانوی کی یہ مایہ ناز تصنیف چار ابواب پر مشتمل ہے۔ اصل کتاب فارسی میں ہے، ڈاکٹر محمد اسماعیل عارفی نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ ابواب شروع کرنے سے پہلے تین فوائد ذکر کیے گئے ہیں۔ پہلے میں عہد قدیم پر بحث کی گئی ہے کہ جن عبارات کو لے کر پادری صاحبان نبی اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر اعتراضات کرتے ہیں وہ عبارات تو اُن کی اپنی کتب میں موجود ہیں۔[24] نیز عہد جدید کے چند تناقضات کو بھی ذکر کیا گیا ہے۔[25] دوسرے فائدہ میں اناجیل اربعہ پر بحث کی گئی ہے کہ ان صحف اربعہ کی روایات میں باہم تخالف و تناقض ایسے ہے جیسے ہمارے مذہب کی اخبار آحاد میں۔[26] تیسرے فائدے میں چند متفرق احکام بیان کیے گئے ہیں۔ پہلے باب کی پہلی فصل میں اسلام اور مسلمانوں پر وارد ہونے والے نو اعتراضات کا تذکرہ کر کے اُن کا رد پیش کیا گیا ہے۔ دوسری فصل میں قرآن کریم پر وارد ہونے والے دس اعتراضات کا تذکرہ کر کے انہیں کی کتب سے جوابات تحریر کرنے کے بعد مولانا لکھتے ہیں کہ اکثر اعتراضات کا حاصل یہی ہے کہ "یہ بات عہد عتیق یا عہد جدید میں نہیں ہے" ان تمام شبہات کا اجمالی و اصولی جواب یہ ہے کہ ان مضامین کا جن پر وہ اعتراض کرتے ہیں عہد عتیق و جدید میں مذکور نہ ہونا ان کے غلط ہونے کی دلیل نہیں ہے کیونکہ ایسی بہت سی باتیں اور حالات ہیں جن کا دونوں عہد ناموں میں ذکر نہیں مثلاً قیامت جو کہ ایک عظیم اور پُر ہیبت دن ہے اُس کا ذکر انجیل میں تو پوری صراحت کے ساتھ مذکورہ ہے لیکن کتبِ خمسہ میں جو موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں کسی جگہ ذکر نہیں۔ اسی طرح یہوداہ حواری کی پیشینگوئی حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں جو انہوں نے اپنے خط کی آیت نمبر ۱۴ میں لکھی ہے اس کا بھی عہد عتیق میں نام و نشان تک نہیں۔ اب اگر کوئی لا مذہب شخص یہ کہے کہ قیامت کے متعلق پیشینگوئی اور

مذکورہ بالا پیشینگوئی کا انجیل میں ہونا یہ حضرت مسیح علیہ السلام کے نبی نہ ہونے کی دلیل ہے اور وہ کہے کہ کتبِ خمسہ میں قیامت کے متعلق کچھ مذکور نہیں اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک عظیم الشان دن کا حال ان میں درج نہ ہو۔ اسی طرح مذکورہ پیشینگوئی عہد عتیق میں کسی جگہ مذکور نہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسا کہنے سے انجیل کا کلام الہی کے مخالف ہونا ثابت نہ ہو گا اور اہلِ حق معترض کے اس قول کو محض تعصب پر محمول کریں گے۔[27] تیسری فصل میں احادیث نبویہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر وارد ہونے والے چھ اعتراضات کے تفصیلی جوابات دیے گئے ہیں۔ دوسرے باب کا عنوان "عقیدہ تثلیث دین و دانش کی کسوٹی پر" ہے ۔اس کے تحت ایک مقدمہ اور تین فصول ذکر کی گئی ہیں۔ مقدمہ میں سترہ فوائد ذکر کیے گئے ہیں ۔پہلی فصل میں عقیدۂ تثلیث پر حضرت مسیح علیہ السلام اور اُن کے حواریوں کے اقوال پیش کیے گئے ہیں[28]، دوسری فصل میں عقیدہ تثلیث پر مسیحیت کے ۱۱ دلائل کا تفصیلی رد کیا گیا ہے۔[29] تیسری فصل میں عہد عتیق سے الوہیتِ مسیح علیہ السلام پر دیے گئے ۷ دلائل کا رد کیا گیا ہے۔[30] تیسرے باب کی پہلی فصل میں انبیاء عظام علیہم السلام کے ساتھ قوم بنی اسرائیل کے سلوک پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے کہ یہودیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت یرمیاہ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوران کے حواریوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا تھا بلکہ اِن کو اذیتیں دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔[31] دوسری فصل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بائبل کی ۷ ابشارات ذکر کی گئی ہیں۔[32] تیسری فصل میں حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشگوئیاں بیان کی گئی ہیں۔[33] چوتھے باب کی پہلی فصل میں چار ضروری فوائد ذکر کیے گئے ہیں کہ اثباتِ نبوت کے لیے بشارت ضروری نہیں، بشارت کے لیے مفصل اور واضح ہونا ضروری نہیں، اہلِ کتاب کو مسیح اور ایلیاہ کے علاوہ ایک اور نبی کا انتظار تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم الانبیاء نہیں تھے ۔[34] دوسری فصل میں نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر وارد ہونے والے ۱۰

اعتراضات کے مفصل جوابات دیے گئے ہیں۔[35] تیسری فصل میں سابقہ سماوی کتب میں بیان کی گئی نبی اکرم ﷺ سے بشارتیں اور آپ ﷺ کی رسالت کے دلائل کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے۔[36] اس پسِ منظر سے واضح ہوتا ہے کہ "ازالۃ الاوہام" برصغیر میں لکھی جانے والی مسلم۔ مسیحی مناظرانہ ادب پر بڑی اہم کتاب ہے۔ اس میں ردِ عیسائیت پر بڑا جاندار مواد پیش کیا گیا ہے۔ اسی اہمیت کے پیشِ نظر اس کا اردو ترجمہ کیا گیا تا کہ قارئین زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکیں۔

۳۔ ازالۃ الشکوک

ردِ عیسائیت پر علامہ رحمت اللہ کیرانوی کی یہ مفصل اور مدلل کتاب چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کی تالیف کی وجہ یہ تھی کہ عیسائی مشینری کی طرف سے انتیس سوالات کا ایک مجموعہ ولی عہد مرزا محمد فخر الدین کی بارگاہ میں بھیجا گیا تا کہ مسلمانوں کی طرف سے ان کے جوابات دیے جائیں۔ ولی عہد نے مولانا رحمت اللہ کیرانوی کو ان کا جواب لکھنے کی فرمائش کی تو انہوں نے ان اعتراضات کے تفصیلی جوابات تحریر کر کے اس مجموعے کا نام "ازالۃ الشکوک" رکھا۔[37] پہلی جلد میں ایک مقدمہ اور ایک سوال کا جواب دیا گیا ہے۔ مقدمہ میں مختلف چار امور ذکر کیے گئے ہیں۔ پہلا سوال یہ ہے کہ معجزات قرآن کریم سے ثابت ہوں گے یا احادیث طیبہ سے؟ اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے معجزات قرآن کریم اور کتبِ حدیث سے ثابت ہیں لیکن قرآن کریم سے بعض معجزات تفصیلاً اور کل معجزات اجمالاً جبکہ کتبِ حدیث سے سارے معجزات تفصیلاً ثابت ہیں۔[38] قرآن کریم اور احادیث طیبہ سے اجمالی اور تفصیلی دونوں طرح کے مختلف معجزات کا تذکرہ بھی کیا۔

دوسری جلد میں سوال نمبر ۲ سے لے کر سوال نمبر ۱۱ کے جواب تحریر کیے گئے ہیں۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے معجزات کا ثبوت قرآن کریم سے ہی ضروری ہے کیونکہ دوسرے انبیاء

کرام علیہم السلام کے معجزات اُن کی کتب سے ہی ثابت ہیں۔ اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ معجزات کا ثبوت صرف قرآن کریم سے ہی ہونا درست نہیں ہے بلکہ قرآن سے ہوں یا صحیح احادیث سے، وہ سب اعتبار کے لائق ہیں اور علت کے بیان میں سائل کا یہ قول "کیونکہ معجزات اور انبیاء کے ان کی کتابوں سے ثابت ہیں" مخدوش ہے، کیونکہ اگر اس کی غرض یہ ہے کہ اور انبیاء کے معجزے ان کتابوں سے ثابت ہیں جن کو انہیں انبیاء نے الہام سے لکھا ہے تو اس صورت میں معجزات عیسویہ کا اس کے نزدیک ثبوت نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس انجیل متعارف کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہر گز نہیں لکھا بلکہ ان کے زمین پر تشریف رکھنے کے زمانہ تک متی اور یوحنا اور مرقس اور لوقا اور پولوس وغیرہم نے بھی نہیں لکھا، بلکہ مرقس اور لوقا اور پولوس تو جب تک ایمان بھی نہ لائے تھے۔[39] تیسرا سوال یہ ہے کہ وہ معجزات جو قرآن کریم میں مذکور ہیں، آیا وہ معجزاتِ پیغمبر ہیں یا بطریق اظہارِ عظمت الٰہی کے مرقوم ہیں، اگر بطریق اخیر لکھے ہیں تو ان کو پیغمبر سے کیا تعلق ہے؟ اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ اگر معجزے کے بیان میں اس کی نسبت خدا کی طرف ہو، یا اس میں عظمت الٰہی کا ضمناً یا صراحتاً اظہار ہو تو یہ بات اس معجزے کو اس کی حقیقت سے نہیں نکالتی اور کسی طرح اس کی منافی گنی نہیں جاتی، بلکہ اس کو منافی سمجھنا عقل اور نقل کی رو سے باطل ہے۔[40] چوتھا سوال یہ ہے کہ کوئی کتاب پیغمبر کے اصحاب کی تصانیف میں سے ایسی موجود ہے جس میں معجزات کے بارے میں کچھ لکھا ہو؟ اگر ہے تو اس کا نام اور اس کے مصنف کا نام اور یہ امر کہ فلانی جگہ وہ کتاب موجود ہے اور کتنے اشخاص نے اس باب میں تحریر کی ہے بتاؤ۔ اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کی تصنیف کوئی کتاب نہیں۔ اس کے کئی اسباب ہیں۔[41] علامہ کیرانوی علیہ الرحمہ نے اس کے تین اسباب درج کیے ہیں۔ پانچواں سوال یہ ہے کہ اگر اور راویوں نے اصحاب کے اقوال میں سے کچھ لکھا

ہے تو یہ سن کر لکھا ہے یا ان کی کتب میں سے، اگر نفس الامر میں ایسا ہی ہے تو ان کا لکھا کہاں ہے اور زمانہ راوی اور اقوالِ مذکورہ میں کیا تفاوت ہے؟ اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ راویوں نے حضرت ﷺ کے حالات اور احادیث کو سن کر لکھا ہے اور ان کے سماع کا سلسلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک پہنچتا ہے۔[42] چھٹا سوال یہ ہے کہ اگر شق القمر کو معجزہ قرار نہ دو تو کوئی اور معجزہ جو چند اشخاص کے روبرو واقع ہوا ہو، قرآن کریم یا حدیث سے ثابت کر دو، مگر اس میں یہ بات بھی ہو کہ راوی اس کا فلانے زمانے کا ہے یا یہ امر منقول ہے اور شہادتیں اس کی فلانے امور ہیں۔ اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ شق القمر کو معجزہ قرار نہ دینا اور قیامت کی بابت پیشین گوئی اس کو سمجھنا محض توہم ہے اور بس۔ بلکہ وہ یقیناً واقع ہو چکا اور وہ قرآن میں اور صحیح احادیث میں لکھا ہوا ہے اور اس کے سوا اور سب معجزے حضرت کے اجمالاً اور بعض تفصیلاً قرآن کریم کے اندر اور سب کے سب تفصیلاً حدیث کی کتابوں میں ثابت ہیں۔[43] ساتواں سوال یہ ہے کہ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کو معجزات کے اظہار کے لیے نہیں بھیجا بلکہ محض وعظ کے لیے۔ اس صورت میں باوجود بے اختیاری کے ان سے اظہارِ معجزات کیوں کر ہوا؟ اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں نبی اکرم ﷺ کے اجمالاً اور تفصیلاً دونوں طرح کے معجزات موجود ہیں۔ قرآن کریم کی کسی آیت کریمہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نبی اکرم ﷺ سے کوئی معجزہ صادر نہیں ہوا یا نہ ہو گا۔ کچھ آیات میں ایسے خاص معجزات کے انکار کا ذکر موجود ہے جن کا کفار عناد اور ضد کر کے تقاضا کرتے تھے۔[44] آٹھواں سوال یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ولادت کے وقت آتش کدہ بجھ گیا اور سارے بت اوندھے ہو گئے، یہ تحریر کسی کی مخالف کی ہے یا موافق کی؟ اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ موافق اور مخالف کی تحریر میں اب تک میں نے نہیں دیکھا لیکن مخالف کے نہ لکھنے سے ایسے امور کی بے اعتباری ثابت نہیں ہوتی بلکہ اگر

صحیح طور سے موافق کی تحریر سے ثابت ہو جائے تو مخالف کے انکار کرنے سے بھی کچھ نہیں بگڑتا چہ جائیکہ اس کے نہ لکھنے سے۔[45] شق القمر کس نے دیکھا؟ اور جنہوں نے دیکھا آیا انہوں نے اپنی شہادت کو آپ قلمبند کیا یا وہ ناقل محض تھے اور اوروں نے ان سے روایت کی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شق القمر بہت سے لوگوں نے دیکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بہت ساروں نے اسے روایت کیا مگر چونکہ صحابہ میں کتابوں کی تصنیف اور تالیف کا طریقہ کئی امور کا لحاظ کر کے جاری نہ تھا تو کسی صحابی نے اس معجزے کو اپنی کتاب میں نہیں لکھا۔[46] دسواں سوال یہ ہے کہ کیا وجہ ہے کہ انہوں نے لکھا نہیں ہے؟ کیا وہ سارے بے علم تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بڑے بڑے عالم موجود تھے، انہوں نے کئی اسباب کی وجہ سے کوئی کتاب تحریر نہیں کی۔[47] گیارہواں سوال یہ ہے کہ شق القمر کے راوی پیغمبر علیہ السلام کے بعد کس زمانہ میں تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تمام راویوں کے حالات اسماء الرجال کی کتابوں میں مذکورہ ہیں۔ یہاں پر تمام کا ذکر کرنے میں طوالت ہو جائے گی۔[48] بارہواں سوال یہ ہے کہ ان کی روایت کس طرح کی ہے؟ کیا محض سنی ہوئی بات کو لکھا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شق القمر کے رایوں کا حال یہ ہے کہ کچھ نے اپنے مشاہدے کی روایت کی ہے اور کچھ نے اُن سے سن روایت کی ہے جنہوں نے اسے دیکھا تھا۔[49]

تیسری جلد میں تیرہ سے لے کر سترہ تک سوالات کے جواب تحریر کیے گئے ہیں۔ تیرہواں سوال یہ ہے کہ جامع قرآن فقط حضرت عثمان ہیں یا ان سے سابق حضرت ابو بکر بھی جامع ہوئے؟[50] چودھواں سوال یہ ہے کہ قرآن میں منسوخ آیتیں کیوں ہیں؟[51] پندرہواں سوال یہ ہے کہ نسخ کا وعدہ کون سی آیت میں پایا جاتا ہے؟[52] سولہواں سوال یہ ہے کہ قرآن اگلی کتبِ سماوی کے مخالف کیوں ہے؟[53] سترہواں سوال یہ ہے کہ توریت اور انجیل کی تحریف کی دلیل کیا ہے؟[54] توریت اور انجیل میں

تحریف کو ثابت کرنے کے لیے دونوں کتب سے ڈھیروں دلائل دے کر ثابت کیا گیا ہے کہ ان میں تحریفِ لفظی بھی موجود ہے اور تحریف معنوی بھی۔ چوتھی جلد میں سوال نمبر سترہ کے جواب کا باقی حصہ جبکہ اٹھارہ سے لے کر انتیس تک کے سوالات کے تفصیلی جواب تحریر کیے گئے ہیں۔ اٹھارہواں سوال یہ ہے کہ یہ تبدل کب ظہور میں آیا؟ انیسواں سوال یہ ہے کہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ پیغمبر کے وقت تک کلام مجید سابق میں کچھ تحریف نہ ہوئی تھی، اگر ان کے بعد ہوئی ہے تو ثابت کریں ۔ بیسواں سوال یہ ہے کہ کسی نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جبریل علیہ السلام پیغمبر کے پاس وحی لاتا تھا؟ اکیسواں سوال یہ ہے کہ وہ کتبِ تاریخ جن کا تواتر قرآن کی طرح ثابت ہے، اُن کی اصلیت کو مانو گے یا نہیں؟ بائیسواں سوال یہ ہے کہ کتبِ مذکورہ کی اصلیت میں شبہ کرنے سے کیا تم پر لازم نہ آئے گا کہ قرآن کی اصلیت پر شبہ کرو؟ تیئیسواں سوال یہ ہے کہ کتبِ مذکورہ اور قرآن کے اختلاف میں کسے غلط کہوں گے؟ چوبیسواں سوال یہ ہے کہ جب قرآن اور تواریخ دونوں تواتر سے ثابت ہیں تو اب بتلائے کہ دونوں میں شک کیجئے گا یا تواریخ میں؟ یا اقرار کیجئے گا کہ قرآن کے مصنف کو حالات قدیمہ سے آگاہی نہ تھی۔ پچیسواں سوال یہ ہے کہ اگر کوئی کتاب اللہ کو تو مانے لیکن قرآن مروج کو جعلی اور محرف بتلائے کیونکہ اس میں نامعقول باتیں پائی جاتی ہیں تو اس کا جواب کیا دیجئے گا؟ چھبیسواں سوال یہ ہے کہ جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے اور ایک کتاب بنا کر کلام اللہ قرار دے اور کتب سابقہ متواترہ کو محرف کہے تو صدہا سال کے بعد اس کے معتقدین کس وجہ سے تحقیق کریں گے کہ ان کے نبی والی کتاب اصلی ہے یا جعلی؟ ستائیسواں سوال یہ ہے کہ اس نبی کے قول سے معتبر تاریخوں کا اعتبار کیا جاتا رہے گا یا قائم رہے گا؟ یا دہریت پھیلے گی یا خداپرستی؟ اٹھائیسواں سوال یہ ہے کہ انبیاء اور کلام الٰہی کا انکار اس پر مبنی ہے کہ کتب سابق متواترہ جعلی ہیں یا اس پر کہ ایسی کتابیں اصل اور درست ہیں

؟انتیسواں سوال یہ ہے کہ ایک شخص بہت سی کرامات دکھاتا ہے اور کہتا ہے کہ دو سو برس سے ہندؤوں میں ذاتوں کا رواج پڑا ہے۔ اس صورت میں تاریخ اور تواتر کو باطل کہو گے یا اس شخص کو کاذب؟ [55] ان سوالات کے جواب اتنے مفصل اور مدلل تھے کہ کسی بھی پادری کے پاس ان کو رد کرنے کی طاقت نہیں تھی۔

۴۔ اعجاز عیسوی

تحریفِ بائبل اور اس میں موجود تضادات پر مشتمل مولانا رحمت اللہ کیرانوی علیہ الرحمہ کی یہ علمی اور نادر تحقیق ہے۔اس کی تسہیل و تحقیق اور تشریح و حواشی مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا محمد فہیم عثمانی اور مولانا حسین احمد نجیب نے کی ہے۔ یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصہ میں ایک مقدمہ اور تین مقاصد ذکر کیے گئے ہیں۔ مقدمہ میں تین فصول ذکر کی گئی ہیں۔ پہلی فصل میں عہدِ عتیق کی کتب اور اُن کے مصنفین کے حوالے سے گفتگو کی گئی ہے۔ [56] دوسری فصل میں عہد جدید کی کتب اور اُن کے مصنفین سے متعلق تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔ [57] تیسری فصل میں کتبِ مقدسہ میں تحریف کے اسباب و وجوہ کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ [58] اس ضمن میں نو اسباب کو مفصل بیان کیا گیا ہے۔ پہلے مقصد کا عنوان "حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتابیں" ہے۔اس میں چار فصول ذکر کی گئی ہیں۔ پہلی فصل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کتب پر گفتگو کی گئی ہے۔ [59] دوسری فصل میں ذکر کیا گیا ہے کہ موجودہ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تصنیف نہیں ہے۔ [60] اس ضمن میں بارہ دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ تیسری فصل میں بائبل کے عبرانی، سامری اور یونانی نسخوں میں پایا جانے والا اختلاف بیان کیا گیا ہے۔ [61] اس ضمن میں تیئس اختلافات کو ذکر کیا گیا ہے۔ چوتھی فصل میں روایات میں چودہ قسم کے اختلافات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ [62] دوسرے مقصد کا عنوان "تورات کے سوا عہد عتیق

کی دوسری کتابیں" ہے۔ اس میں بھی چار فصول ذکر کی گئی ہیں۔ پہلی فصل میں گمشدہ کتب کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے۔[63] دوسری فصل میں اُن کتب کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کی نسبت عیسائی علماء جن مصنفین کی طرف کرتے ہیں ان کتابوں میں اکثر جملے ایسے ہیں جو ان مصنفین کے اقوال کے بالکل مخالف ہوتے ہیں، ایسی صورت میں عیسائی علماء بھی اُن کو الحاقی تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔[64] تیسری فصل میں بائبل میں تحریف کے دلائل ذکر کیے گئے ہیں۔[65] چوتھی فصل میں روایات کے مختلف فسادات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔[66] اس ضمن میں فسادات کی پہلے ۶۵ امثلہ ذکر کی گئیں پھر مزید ستر کا اضافہ کیا گیا۔ تیسرے مقصد کا عنوان "عہد جدید کی کتابیں" ہے۔ اس میں بھی چار فصول ذکر کی گئی ہیں۔ پہلی فصل میں عہد جدید کی کتب میں تحریف کے تفصیلی دلائل ذکر کیے گئے ہیں۔[67] دوسری فصل میں تحریف کے بارے میں عیسائی علماء کے اعترافات کو ذکر کیا گیا ہے۔[68] اس ضمن میں دس شواہد پیش کیے گئے ہیں۔ تیسری فصل میں انجیلوں کے تضادات اور اختلافات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔[69] اس ضمن میں اکیس شواہد ذکر کیے گئے ہیں۔ چوتھی فصل میں ذکر کیا گیا ہے کہ عیسائیوں کے نزدیک انبیاء اور حواریوں کی تمام تحریریں الہامی نہیں ہیں۔[70] اس کتاب کے دوسرے حصے میں مشہور عیسائی پادری فنڈر کی کتاب "میزان الحق" کے باب اول کی تیسری فصل کا تفصیلی جواب ذکر کیا گیا ہے۔[71] اس پسِ منظر سے واضح ہوتا ہے کہ "اعجاز عیسوی" میں بائبل کی تحریف اور اس میں موجود تضادات واختلافات کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

۵۔ احسن الاحادیث فی ابطال التثلیث

توحیدِ باری تعالیٰ کے اثبات اور ابطالِ تثلیث پر لکھی گئی مولانا رحمت اللہ کیرانوی علیہ الرحمہ یہ مایہ ناز تصنیف ۲۱۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں عقیدۂ تثلیث کو مضبوط دلائل کے ساتھ رد کیا گیا

ہے۔ نیز مختلف عیسائی پادریوں کے ساتھ مکالمات کو بھی ذکر کیا گیا ہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ عقیدۂ تثلیث پر مسیحیوں کے پاس کوئی عقلی دلیل موجود نہیں ہے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ اس بھید کا اس عالم میں دریافت ہونا محال ہے۔[72] عقیدۂ تثلیث کے رد میں دیے گئے دلائل اتنے مضبوط ہیں کہ انہیں رد کرنا ممکن نہیں ہے۔

٦۔ کتاب الاستفسار

مولانا سید آل حسن مہانی کی ردِ عیسائیت پر لکھی گئی اردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے۔ ڈاکٹر خالد محمود کی تقدیم کے ساتھ دار المعارف لاہور سے شائع ہوئی ہے۔ اس میں ایک مقدمہ اور اٹھارہ استفسار ذکر کیے گئے ہیں۔ پہلے چار استفسار صرف نزاع پر ہیں، اس سے اگلے سات استفسار تورات اور انجیل میں تحریف پر ہیں، بارہواں استفسار بائبل کے بے سند ہونے پر ہے اور آخری چھ استفسار نبی اکرم ﷺ کی نبوت پر ہیں۔ اس پوری کتاب میں اہلِ اسلام اور عیسائیوں کے مابین تین اختلافی مسائل کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ پہلا مسئلہ تثلیث کا ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ تثلیث باطل ہے اور موجب خلود فی النار کا ہے اور عیسائی کہتے ہیں کہ حق ہے اور نجات اخروی اسی اعتقاد پر منحصر ہے۔ دوسرا مسئلہ نبی اکرم ﷺ کی نبوت کی تصدیق کا اہم ہے کہ اخروی نجات اسی اعتقاد پر منحصر ہے اور عیسائی کہتے ہیں کہ لوازمِ نبوت اُن میں نہ تھے اور تیسرا اہم مسئلہ تحریف کا ہے کہ تورات و انجیل میں تحریف واقع ہوئی ہے اور عیسائی کہتے ہیں کہ یہ بات ثابت نہیں ہے۔[73] درج بالا تین مسائل کو اصالۃً ذکر کیا گیا ہے جبکہ بالتبع اور بھی مسائل کا تذکرہ موجود ہے۔

۷۔ ابحاث ضروری مع جواب الجواب رسالہ شکوک کفارہ

ردِ عیسائیت پر حافظ ولی اللہ لاہوری کی یہ علمی و فکری کتاب مولوی فقیر محمد جہلمی کے حاشیہ اور خورشید احمد سعیدی تحقیق و تقدیم کے ساتھ ۹۷ صفحات پر مشتمل دار السلام لاہور سے شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب میں ایک مقدمہ اور تین فصول ہیں۔ مقدمہ میں تین امور بیان کیے گئے ہیں۔ پہلے امر میں عیسائیوں کے مختلف فرقے اور اُن کے عقائد پر گفتگو کی گئی ہے کہ عیسائیوں کے کئی فرقے ہیں۔ اُن کا اعتقاد ایک دوسرے سے نہیں ملتا۔ دوسرے امر میں اناجیل کا سنِ کتابت بیان کیا گیا ہے اور تیسرے امر میں عہدِ جدید کی کتب بیان کی گئی ہیں کہ ان کی دو اقسام ہیں۔ پہلی قسم میں وہ کتب داخل ہیں جو بالفعل موجود اور مانی بھی جاتی ہیں اور دوسری قسم میں وہ کتابیں شامل ہیں جو ابتداء میں تو مانی جاتی تھیں لیکن آہستہ آہستہ پادریوں نے ان کو جعلی ٹھہرا کر درجہ الہام سے ساقط کر دیا۔[74] پہلی فصل میں اعمالِ حسنہ کی تاکید کا بیان ہے۔ اس ضمن میں عیسائیوں کی مختلف کتب سے حوالہ جات پیش کیے گئے ہیں۔ دوسری فصل میں فدیہ اور کفارہ کے مسئلہ کو بیان کیا گیا ہے کہ آیا یہ حق ہے یا باطل؟[75] اس حوالے سے اہل اسلام کا موقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے وہ چاہے تو اپنی رحمت سے کسی گنہگار کو بخش دے اور اگر چاہے تو عذاب میں مبتلا کرے۔ لیکن وہ کسی مشرک اور کسی بھی نبی کو جھٹلانے والے کو نہیں بخشے گا۔ عیسائیوں کا موقف یہ ہے کہ کوئی بھی انسان نبی ہو یا غیر نبی، گناہ سے خالی نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ عادل ہے وہ سزا ضرور دے گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ کوئی انسان گناہوں کا کفارہ ہو تا کہ انسان ہلاکت ابدی سے نجات پائے۔ وہ کفارہ ایسا ہو جسے اللہ تعالیٰ قبول کرے اور وہ سب گنہگاروں کی نجات کے لیے کافی ہو اور کفارہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ انسانوں سے نہ ہو کیونکہ تمام انسان گنہگار ہیں اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ منجی مقدس ہو۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بیٹے کو بھیجا جو مجسم ہو

کر انسانوں میں آیا، سب کے گناہ اپنے سر لیے اور عاصیوں میں شمار ہو کر سب کی سزا پالی اور سولی پر چڑھ گیا۔[76] اس عقیدہ کے رد پر بیس دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ تیسری فصل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے انسانیت ثابت کی گئی ہے۔[77] اس ضمن میں انہی کی کتابوں سے مختلف حوالہ جات پیش کیے گئے ہیں۔ چوتھی فصل میں انجیل سے نبی اکرم ﷺ کی بشارات کو ثابت کیا گیا ہے۔[78] پانچویں فصل میں نبی اکرم ﷺ کے معجزات کا ذکر کیا گیا ہے۔[79] چھٹی فصل میں نبی اکرم ﷺ کی تعلیم کے حوالے گفتگو کی گئی ہے۔[80] آخر میں خاتمہ اور خاتمہ کے بعد جواب الجواب رسالہ شکوکِ کفارہ کا بیان کیا گیا ہے۔

۸۔احسن الاخبار

اناجیل مروجہ سے نبی اکرم ﷺ کی نبوت ورسالت کے ثبوت پر یہ علمی وفکر رسالہ مولوی محبوب احمد کا ہے۔اس کی تالیف کا سبب یہ بنا کہ عیسائی پادریوں کی طرف سے یہ شبہ وارد کیا جارہا تھا کہ حضرت محمد ﷺ کے بارے میں کوئی پیشگوئی انجیل میں موجود نہیں ہے۔ اس کو سادہ لوح مسلمان تسلیم کر رہے تھے۔ ایسے حالات میں یہ رسالہ مرتب کیا گیا۔[81] اس رسالہ میں مروجہ اناجیل سے سات پیش گوئیاں بیان کی گئی ہیں۔

۹۔ازالہ شکوک وشبہاتِ پادری

ردِعیسائیت پر علامہ منظور احسن عباسی کا یہ علمی وفکری رسالہ ۳۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس رسالہ کے لکھنے کا سبب یہ بنا کہ کراچی سے ایک عیسائی پادری الیاس نے تیس سوالات اسلامی مشن سنت نگر ،لاہور کو بھیجے کہ انہیں سمجھا دیا جائے۔ ان کے جواب میں یہ رسالہ معرض وجود میں آیا۔[82] اس رسالہ میں مختصر انداز میں اُن تیس سوالات کے جواب تحریر کیے گئے ہیں۔

۱۰۔عالم گیر مذہب عیسائیت یا پولوسیت

محمد اسلم رانا کا یہ علمی و فکری رسالہ دراصل عیسائی پمفلٹ "کیا مسیح کا مذہب عالمگیر ہے ؟" کا جواب ہے ۔اس میں اسلام کی عالمگیریت کو اجاگر کیا گیا ہے کہ اسلام عالمگیر مذہب ہے اور مسیحیت عالمگیر نہیں ہے بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے لیے مبعوث کیا گیا تھا۔[83] اس ضمن میں انہی کی کتب سے مختلف دلائل ذکر کیے گئے ہیں۔

۱۱۔اسلام اور مسیحیت

ردِ عیسائیت پر علامہ ثناء اللہ امر تسری کی یہ کتاب ۲۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔اصل میں یہ درج ذیل تین عیسائی کتب کے جواب میں لکھی ہے۔

۱۔توضیح البیان فی اصول القرآن

اس میں اس امر پر بحث کی گئی ہے کہ اسلام کے اصول میں عالمگیر ہونے کی صلاحیت نہیں ہے۔

۲۔مسیحیت کی عالمگیری

اس میں بھی اسی امر پر بحث کی گئی ہے۔

۳۔دین فطرت اسلام یا مسیحیت

اس کتاب میں مسیحیت کو فطرت کے مطابق اور اسلام کو فطرت کے مخالف دکھلانے کی کوشش کی گئی ہے۔[84]

اس کتاب کو تین ابواب پر مرتب کیا گیا ہے۔پہلے باب میں تشریح القرآن بجواب توضیح البیان پر بحث کی گئی ہے۔[85] دوسرے باب میں مسیحیت کی عالمگیری کا رد کیا گیا ہے[86] اور تیسرے باب میں دین

فطرت اسلام ہے بجواب دین فطرت مسیحیت ہے پر بحث کی گئی ہے۔[87] اس ضمن میں مختلف دلائل دیے گئے ہیں۔

۱۲۔عیسائیت کیا ہے

مفتی محمد تقی عثمانی کی یہ علمی و فکری کتاب ۱۹۵ صفحات پر مشتمل ہے۔اس کو دو ابواب پر مرتب کیا گیا ہے۔پہلے باب میں عیسائیت کا تعارف ذکر کیا گیا ہے کہ عیسائیت کی تعریف، اس کے عقائد و نظریات اور اس کی اصلاح اور تجدد کے لیے چلنے والی تحاریک کون کون سی ہیں۔[88] دوسرے باب میں عیسائیت کے بانی سے متعلق تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔[89] آخر میں انجیل برناباس کی تحقیق کی گئی ہے کہ اس میں صراحت کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کا اسمِ گرامی موجود ہے۔

۱۳۔ایک پادری کا قرآن پر بہتان

ردِ عیسائیت پر پروفیسر منظور احسن عباسی کا یہ رسالہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔اصل میں یہ رسالہ میتھوڈسٹ چرچ پاکستان کے پادری کے جواب میں لکھا گیا۔اس پادری کا موقف یہ تھا کہ مسیح کلمۃ اللہ اور روح اللہ کا اور ابن اللہ کا تجسم اور انسانی صورت اختیار کرنا بلکہ کامل مظہر خدا بن کر دنیا میں آنا ایک فلسفہ محبت ہے۔یہ سچ ہے کہ اس کو مسلمان دوست نہیں سمجھ سکتے۔[90] اس کے رد میں انہی کی کتب سے مختلف حوالہ جات درج کیے گئے ہیں۔

۱۴۔بائبل اور تحریف

بشیر احمد حسینی کا یہ کتابچہ ۸۱ صفحات پر مشتمل ہے۔اس کی تالیف کا سبب خود بیان کرتے ہیں کہ آج کل مسیحی علماء تحریری اور تقریری طور پر کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس تورات، زبور، انجیل اور صحائف انبیاء علیہم السلام اسی طرح موجود ہیں جس طرح خداوند نے نازل فرمائے تھے اور اہلِ اسلام پر طرح

طرح کے اعتراضات کرتے ہیں۔ اس لیے ضروری سمجھا گیا کہ ایک ایسی کتاب تحریر کی جائے جس میں یہ ثابت کیا جائے کہ یہ کتابیں اصل نہیں ہیں بلکہ ان میں تحریف واقع ہو گئی ہے۔[91] اس کو تین ابواب پر مرتب کیا گیا ہے۔ پہلے باب میں بائبل اور تورات کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔[92] دوسرے باب میں صندوق کا حال بیان کیا گیا ہے۔[93] تیسرے باب میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد کے حالات ذکر کیے گئے ہیں۔[94] چوتھے باب میں بیان کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل اور دوسرے کافر بادشاہوں نے تورات کے ساتھ کیا سلوک برتا۔[95] پانچویں باب میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ موجودہ تورات نہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہے اور نہ ہی انہوں نے اسے تحریر کیا ہے۔[96] چھٹے باب میں اُن الہامی کتب کے نام درج کیے گئے ہیں جن کا ذکر تو بائبل میں پایا جاتا ہے لیکن وہ تمام کتب بائبل میں نہیں ہیں۔[97] ساتویں باب میں ذکر کیا گیا ہے کہ موجودہ زبور حضرت داؤد علیہ السلام کی کتاب نہیں ہے۔[98] آٹھویں باب میں ذکر کیا گیا ہے کہ موجودہ انجیل اصل انجیل نہیں ہے بلکہ یہ کسی اجنبی کی تحریر کردہ ہے۔[99] نویں باب میں ذکر کیا گیا ہے کہ موجودہ بائبل الہامی نہیں ہے۔[100] دسویں باب میں مسیحیت کے دو عقیدوں پر بحث کی گئی ہے۔[101] اس ضمن میں مختلف خطوط کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔

۱۵۔ میزان الحق

مسلم۔ مسیحی مناظرانہ ادب پر پادری فانڈر کی یہ کتاب ۳۴۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ برصغیر میں اسلام مخالف لکھی گئی اولین کتب میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ اس کتاب کو تین ابواب پر مرتب کیا گیا ہے۔ پہلے باب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ انجیل اور پرانے عہد کی کتب منسوخ اور تحریف نہیں ہوئیں۔ اس باب میں تین فصول قائم کی گئی ہیں۔ پہلی فصل میں بیان کیا گیا ہے کہ قرآن کریم سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ انجیل اور عہد عتیق کی کتابیں خدا کی طرف سے ہیں۔[102] اس ضمن میں قرآن کریم سے کچھ ایسی آیات

کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ انجیل اور عہد عتیق کی کتابیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ دوسری فصل میں بیان کیا گیا ہے کہ انجیل اور پرانے عہد کی کتابیں کسی وقت میں بھی منسوخ نہیں ہوئیں۔[103] اس ضمن میں یہ واضح کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے کہ تورات وانجیل کے تمام مطالب آپس میں موافق اور مطابق ہیں۔ تیسری فصل میں بیان کیا گیا ہے کہ محمد ﷺ کے تابعداروں کا دعویٰ کرنا کہ مقدس کتابوں میں تحریف ہوئی ہے، جھوٹ ہے۔[104] دوسرے باب میں انجیل اور پرانے عہد کی کتابوں کی تعلیمات کو ظاہر اور بیان کرنے سے متعلق ہے۔ اس میں سات فصول قائم کی گئی ہیں۔ پہلی فصل انجیل و تورات کی آیات کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی صفات اور اُن ارادوں سے متعلق ہے جو وہ آدمیوں کے متعلق رکھتا ہے۔[105] دوسری فصل میں بیان کیا گیا ہے کہ آدمی پہلے کس حال میں تھا، اب کس حال میں ہے اور اور کس حال میں پہنچنا چاہیے۔[106] تیسری فصل میں اس نجات کا بیان کیا گیا ہے جو مسیح علیہ السلام کے وسیلے سے ظاہر ہوئی۔[107] چوتھی فصل میں ذکر کیا گیا ہے کہ آدمی کیونکر عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے فیض اور فائدوں کو پہنچ سکتا ہے۔[108] پانچویں فصل میں ایسے دلائل بیان کیے گئے ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ انجیل اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔[109] تیسرے باب میں پانچ فصول قائم کی گئی ہیں۔ پہلی فصل میں اس دعویٰ کی تحقیق کی گئی کہ محمد ﷺ کی رسالت کی خبر پرانے اور نئے عہد کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہے۔[110] دوسری فصل میں بیان کیا گیا ہے کہ قرآن کی عبارت اس کے خدا کی طرف سے ہونے کی دلیل ہو سکتی ہے یا نہیں۔[111] تیسری فصل میں قرآن کے معنی کے بیان میں چند امور ذکر کیے گئے ہیں۔[112] چوتھی فصل میں بیان کیا گیا ہے کہ محمد ﷺ نے نہ معجزہ ظاہر کیا نہ پیشگوئی۔[113] پانچویں فصل میں دین اسلام کی شہرت سے متعلق ذکر کیا گیا ہے۔[114] اس پسِ منظر سے واضح ہوتا ہے کہ "میزان الحق" میں اسلام سے متعلق

ایسے اعتراضات ذکر کیے گئے ہیں جن کو پڑھ کر عام لوگوں کے ذہنوں میں مختلف قسم کے شبہات پیدا ہو جاتے ہیں۔

۱۶۔ مسیحیت کی عالمگیری

عیسائیت کو عالم گیر ثابت کرنے کے لیے علامہ برکت اللہ پادری کی یہ کتاب ۱۸۹ صفحات پر مشتمل ہے۔اس کتاب کو چار ابواب پر مرتب کیا گیا ہے۔پہلے باب میں عالمگیر مذہب کی خصوصیات واصول بیان کیے گئے ہیں۔اس ضمن میں عیسائیت میں اُن خصوصیات کو ثابت بھی کیا گیا ہے۔[115] دوسرے باب کا عنوان "سیدنا عیسیٰ مسیح کلمۃ اللہ " ہے۔اس کے تحت دو فصول قائم کی گئی ہیں۔پہلی فصل میں بتایا گیا ہے کہ مسیحیت کی تعلیم عالمگیر ہے۔اس ضمن میں مسیحیت کی ایسی تعلیمات کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کی وجہ سے مسیحیت کو عالمگیریت ملی۔[116] دوسری فصل میں مسیحی مذہب کی جامعیت کو بیان کیا گیا ہے۔اس ضمن میں مسیحیت کا دیگر مذاہب اسلام اور ہندو دھرم کے ساتھ تقابل بھی پیش کیا گیا ہے۔[117] تیسرے باب کا عنوان " سیدنا عیسیٰ مسیح ابن اللہ " ہے۔اس کے تحت دو فصول قائم کی گئی ہیں۔پہلی فصل میں بیان کیا گیا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بنی نوع انسان کے لیے کامل نمونہ ہیں۔[118] اس ضمن میں اسلامی فلسفہ اور کامل انسان سے متعلق بھی گفتگو کی گئی ہے۔دوسری فصل میں بتایا گیا ہے کہ سیدنا عیسیٰ مسیح علیہ السلام عالمگیر ہستی ہیں۔[119] چوتھے باب میں بتایا گیا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام منجیٔ جہاں ہیں۔[120] اس پسِ منظر سے واضح ہوتا ہے کہ " مسیحیت کی عالمگیری " میں مختلف دلائل کے ذریعے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ مسیحی دین عالمگیر اور جامع دین ہے۔

۱۷۔ توضیح البیان فی اصول القرآن

علامہ برکت اللہ پادری کا یہ رسالہ ۳۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلامی اصولِ دین بذات خود غیر مکمل اور ناقص ہے اور عالمگیر ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ اس میں صرف قرآنی آیات کے حوالہ جات درج کیے گئے ہیں۔ نیز یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ صرف قومِ عرب کے رسول تھے، اُن کو پوری دنیا کے لیے رسول بنا کر نہیں بھیجا گیا تھا۔[121] اس کے برعکس عیسائیت ایک ایسا دین ہے جو عالمگیر ہونے کی مکمل صلاحیت رکھتا ہے۔

۱۸۔ دینِ فطرت اسلام یا مسیحیت

علامہ برکت اللہ پادری کا یہ کتابچہ ۹۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کو دس فصول پر ترتیب دیا گیا ہے۔ اس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ دینِ فطرت اسلام نہیں ہے بلکہ مسیحیت ہے۔ اس ضمن میں قرآن کریم کی مختلف آیات سے استدلال بھی کیا گیا ہے۔ ایک جگہ دینِ فطرت سے متعلق اسلام اور مسیحیت کا تقابل ان الفاظ میں پیش کیا گیا ہے کہ قرآن ان جبلتوں کی قوت کے تقاضوں کے میلانوں کو ایک جانب سے ہٹا کر دوسری جانب راغب کرنے سے قاصر ہے، وہ نیک اعمال کی دعوت تو دیتا ہے لیکن نہ تو نئی پیدائش کی تعلیم دیتا ہے نہ کسی شخص کو نیا مخلوق بنانے پر قادر ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دینِ فطرت کے لوازم اس میں سرے سے نہیں ہیں۔ لہذا وہ دینِ فطرت کہلوانے کا مستحق بھی نہیں ہو سکتا۔ تمام ادیانِ عالم میں مسیحی دین کو ہی یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ تمام ممالک ازمنہ میں بدترین خلائق کے میلانات کو چاہِ ضلالت سے نکال کر صراطِ مستقیم پر چلاتا ہے اور یوں عملاً ثابت کر دیا ہے کہ وہ ایسا کرنے پر قادر ہے۔ لہذا مسیحیت ہی دینِ فطرت ہے۔[122] مسیحیت کو دینِ فطرت ثابت کرنے کے لیے اور بھی دلائل پیش کیے گئے ہیں۔

۱۹۔ہدایت المسلمین

ڈاکٹر عماد الدین لاہز کی اس کتاب میں مسیحیت پر اہلِ اسلام کی طرف سے وارد کیے اعتراضات کے جواب دیے گئے ہیں خصوصاً مولانا رحمت اللہ کیرانوی اور ڈاکٹر وزیر خان کی اعجاز عیسوی، دہلی کے امام کی عقوبت الضالین اور آگرہ کے مولوی سید محمد کی تنزیہ الفرقان کا رد پیش کیا گیا ہے۔ اس کو سات ابواب پر مرتب کیا گیا ہے۔ پہلا باب الہام کے بیان میں ہے۔اس کے تحت چار فصول قائم کی گئی ہیں۔ پہلی فصل میں ضرورتِ الہام کو بیان کیا گیا ہے۔[123] دوسری فصل میں صحیح الہام کی شناخت اور شرائط کو بیان کیا گیا ہے۔[124] تیسری فصل میں الہام کی مختلف صورتیں اور فوائد ذکر کیے گئے ہیں۔[125] چوتھی فصل میں الہامی مذاہب کا تذکرہ کیا گیا ہے۔[126] دوسرے باب میں اعجاز عیسوی کے دیباچہ اور مقدمہ کا رد کیا گیا ہے۔ اس باب کے تحت چار فصول قائم کی گئی ہیں۔ پہلی فصل میں اعجاز عیسوی کے دیباچہ کا جواب دیا گیا ہے۔[127] دوسری فصل میں اعجاز عیسوی کے مقدمہ کی فصل اول کا جواب دیا گیا ہے۔[128] تیسری فصل میں اعجاز عیسوی کے مقدمہ کی فصل دوم کا جواب دیا گیا ہے۔[129] چوتھی فصل میں اعجاز عیسوی کے مقدمہ کی فصل سوم کا جواب دیا گیا ہے۔[130] تیسرے، چوتھے، پانچویں اور چھٹے باب میں اعجاز عیسوی کے تینوں مقاصد کا رد پیش کیا گیا ہے۔[131] ساتویں باب میں نبی اکرم ﷺ، آپ ﷺ کی تعلیمات اور قرآن کریم سے متعلق گفتگو کی گئی ہے۔[132] آٹھویں باب میں قرآن کریم کا ابطال پیش کیا گیا ہے۔[133]

۲۰۔ تنویر الاذہان فی فصاحت القرآن

اعجازِ قرآن کے مختلف پہلوؤں کے رد پر لکھی جانے والی یہ کتاب علامہ اکبر مسیح کی ہے۔اس کتاب میں قرآن کریم کے اعجاز کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کی گئی ہے کہ قرآن کریم معجزہ نہیں ہے اور اسکا مقابلہ

کرنا انسانوں کی طاقت سے باہر نہیں ہے۔ اس میں لکھا گیا ہے کہ اس تحدی کو نہ اہل عصر نے تسلیم کیا اور نہ وقعت کی نظر سے دیکھا بلکہ وہ اعلانیہ منہ پر دعویٰ سے کہہ دیا کرتے تھے کہ قرآن کی مثل ہم بنا سکتے ہیں اور بنا لاتے ہیں اور بنا کر سنا دیتے ہیں۔ اس ضمن میں یہ بھی لکھا گیا کہ زمانہ رسالت میں کفار نے قرآن کی مثل کلام لکھنے کا جو دعویٰ کیا تھا وہ ہم تک نہیں پہنچ سکا کیونکہ اس کلام کو ضائع کر دیا گیا تھا ۔[134] نیز اہل عرب کا دعویٰ یہ تھا کہ وہ نہ صرف قرآن کی مثل کلام لا سکتے ہیں بلکہ اس سے بھی بہتر کلام بنانے پر قادر ہیں۔

۲۱۔ سیرت المسیح والمحمد

علامہ جی ایل ٹھاکر داس یہ رسالہ ۱۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس رسالہ میں حضرت مسیح علیہ السلام اور نبی اکرم ﷺ کا مختلف چیزوں میں تقابل پیش کر کے حضرت مسیح علیہ السلام کو فضیلت دی گئی ہے۔ اس میں نبی اکرم ﷺ کو (نعوذ باللہ) ذات اور عمل کے اعتبار سے گنہگار ثابت کیا گیا ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کو گناہ سے پاک ظاہر کیا گیا ہے۔ نیز نبی اکرم ﷺ کو (نعوذ باللہ) انسانوں کے بدخواہ او رمخالف قرار دیا گیا ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کو انسانوں کے خیر خواہ ثابت کیا گیا ہے۔[135] اس ضمن میں مختلف قرآن آیات اور عقلی دلائل کا سہارا لیا گیا ہے۔

۲۲۔ اعجازِ قرآن

ماسٹر رام چندر دہلوی کی یہ کتاب ۵۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں قرآن کریم کے اعجاز اور وحی ہونے کا انکار کیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں موجود قصوں کو معجزہ ہونے سے اس لیے انکار کر دیا گیا کہ نبی اکرم ﷺ اُن قصوں کے وقت موجود نہیں تھے۔ مزید یہ کہ حضرت محمد ﷺ نے اہل کتاب سے تعلیم حاصل کر کے قرآن خود لکھا ہے اور قرآن کریم میں قرآن لانے والے کا نام حضرت جبریل بتایا

گیا ہے تو یہ اہل کتاب میں سے ایک آدمی تھا، آسمان سے نہیں آتا تھا۔[136] اس ضمن میں مختلف چیزوں سے استدلال کیا گیا ہے۔

خلاصہ بحث

برصغیر میں مسیحیت کی آمد تو بہت پہلے ہو چکی تھی لیکن بمشکل اس کا وجود یہاں قائم رہا۔ امتدادِ زمانہ کے ساتھ ساتھ اس میں اضافہ نہیں ہو رہا تھا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے برصغیر میں آنے سے اس کی اشاعت وترویج میں تیزی آگئی۔ جیسے جیسے ایسٹ انڈیا کمپنی کا اثرورسوخ بڑھتا گیا، عیسائیت کی تبلیغ میں بھی اتنی تیزی آتی گئی۔ اس مقصد کے لیے مختلف ممالک سے عیسائی علماء کو برصغیر میں لایا گیا، مشن سکول اور مختلف مشن فلاحی اداروں کا قیام عمل میں لایا گیا۔ عیسائی علماء نے تقریروں اور تحریروں کے ذریعے اسلام اور بانیٔ اسلام ﷺ پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی۔ جس کے نتیجے میں مسلمان عوام کے ایمان کے کمزور ہونے کا خدشہ تھا۔ اس پسِ منظر میں مسلم علماء و مفکرین نے فیصلہ کیا کہ اگر اس سیلاب کو نہ روکا گیا تو یہ اہلِ اسلام کے لیے بڑا نقصان دہ ثابت ہو گا۔ اس مقصد کے لیے مسلم علماء نے عیسائی پادریوں کے اعتراضات کا جواب دینا شروع کیا۔ اس کے نتیجے میں مسلم۔ مسیحی مناظرانہ ادب معرضِ وجود میں آیا۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ برصغیر میں مسلم۔ مسیحی مناظرانہ ادب کو اجاگر کیا جائے۔ اسی مقصد کے لیے زیر نظر مضمون تحریر کیا گیا ہے۔

References:

[1]The indigenous tradition of Syrian Christians of Kerala a perspective based on their folk songs: marriage, customs and history, published in Indian Folklore Research Journal, Vol.2, No.5, 2005: 34–58

[2]Julius Richter, A History of Missions in India (Edinburgh: Oliphant Anderson & & Ferrier, 1908,P:29

[3] Shahabi ,Mufti Intizam ul Allah,East India Company Aur Baghi Ulama,Deeni Book Depu,Dehli,P:6

[4] Shahabi ,Mufti Intizam ul Allah,East India Company Aur Baghi Ulama,Deeni Book Depu,Dehli,P:7-10

[5] Sir Syed Ahmad Khan Asbab e Baghawat e Hind,Matbooa Mustafai Press,Lahore,P:17-18

[6] Sir Syed Ahmad Khan Asbab e Baghawat e Hind,Matbooa Mustafai Press,Lahore,P:17-18

[7] Sheikh Muhammad Akram,Mouj e Kousar,Idara e Saqafat e Islamia,Lahore,2003,P:156

[8]Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izhar ul Haq,Maktaba Dar ul Uloom,Karachi,2010,Vol:1,P:223

[9] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izhar ul Haq, ,2010,Vol:1,P:223-223

[10] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izhar ul Haq, ,2010,Vol:1,P:333

[11] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izhar ul Haq, ,2010,Vol:1,P: 358

[12] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izhar ul Haq, ,2010,Vol:1,P: 449

[13] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izhar ul Haq, ,2010,Vol:1,P: 535-536

[14] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izhar ul Haq, ,2010,Vol:1,P: 537

[15] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izhar ul Haq, ,2010,Vol:1,P: 572-573

[16] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izhar ul Haq, ,2010,Vol:2,P: 13

[17] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izhar ul Haq, ,2010,Vol:2,P: 176

[18] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izhar ul Haq, ,2010,Vol:2,P: 176-177

[19] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izhar ul Haq, ,2010,Vol:2,P: 200-201

[20] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izhar ul Haq, ,2010,Vol:2,P: 259

[21] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izhar ul Haq, ,2010,Vol:2,P: 279

[22] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izhar ul Haq, ,2010,Vol:2,P: 306-357

[23] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izhar ul Haq, ,2010,Vol:3,P: 590

[24] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izala e Aoham,Maktaba Dar ul Uloom ,Karachi,Vol:1,P:117

[25] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izala e Aoham, ,Vol:1,P:173

[26] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izala e Aoham, ,Vol:1,P:183

[27] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izala e Aoham, ,Vol:1,P:173

[28] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izala e Aoham,Vol:2,P:13

[29] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izala e Aoham,Vol:2,P:33

[30] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izala e Aoham,Vol:2,P:33

[31] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izala e Aoham,Vol:2,P:33

[32] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izala e Aoham,Vol:2,P:141

[33] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izala e Aoham,Vol:2,P:174

[34] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izala e Aoham,Vol:2,P:184-191

[35] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izala e Aoham,Vol:2,P:193-337

[36] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izala e Aoham,Vol:2,P:345-347

[37] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izala e Aoham,Vol:2,P:345-347

[38] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izalat ul Shokook,Vol:1,P:295

[39] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izalat ul Shokook,Vol:2,P:35

[40] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izalat ul Shokook,Vol:2,P:425

[41] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izalat ul Shokook,Vol:2,P:430

[42] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izalat ul Shokook,Vol:2,P:431

[43] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izalat ul Shokook,Vol:2,P:432

[44] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izalat ul Shokook,Vol:2,P:463

[45] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izalat ul Shokook,Vol:2,P:489

[46] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izalat ul Shokook,Vol:2,P:493

[47] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izalat ul Shokook,Vol:2,P:493
[48] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izalat ul Shokook,Vol:2,P:494
[49] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izalat ul Shokook,Vol:2,P:495
[50] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izalat ul Shokook,Vol:3,P:17
[51] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izalat ul Shokook,Vol:3,P:36
[52] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izalat ul Shokook,Vol:3,P:36
[53] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izalat ul Shokook,Vol:3,P:117
[54] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izalat ul Shokook,Vol:3,P:117
[55] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Izalat ul Shokook,Vol:4,P:381
[56] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Ijaz e Easvi,Idara Islamiyat,Lahore,2014,P:21
[57] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Ijaz e Easvi ,2014,P:67
[58] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Ijaz e Easvi ,2014,P:67
[59] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Ijaz e Easvi ,2014,P:81
[60] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Ijaz e Easvi ,2014,P:84
[61] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Ijaz e Easvi ,2014,P:100
[62] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Ijaz e Easvi ,2014,P:133
[63] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Ijaz e Easvi ,2014,P:147
[64] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Ijaz e Easvi ,2014,P:155
[65] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Ijaz e Easvi ,2014,P:165
[66] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Ijaz e Easvi ,2014,P:189
[67] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Ijaz e Easvi ,2014,P:370
[68] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Ijaz e Easvi ,2014,P:386
[69] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Ijaz e Easvi ,2014,P:406
[70] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Ijaz e Easvi ,2014,P:452
[71] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Ijaz e Easvi ,2014,P:539
[72] Keranawi,Moulana Rehmat Ali,Ahsan ul Ahadith Fi Ibtal el Taslis,Idara Islamiyat,Lahore,P:59
[73] Mahani,Moulana Syed Aal Hassan,Kitab ul Istifsar,Dar ul Maarif,Lahore,P:186
[74] Lahori,Hafiz Wali ul Allah,Abhas e Zarori,Dar ul Salam,Lahore,1432h,P:25-26
[75] Lahori,Hafiz Wali ul Allah,Abhas e Zarori, ,P:36
[76] Lahori,Hafiz Wali ul Allah,Abhas e Zarori, ,P:30
[77] Lahori,Hafiz Wali ul Allah,Abhas e Zarori, ,P:42
[78] Lahori,Hafiz Wali ul Allah,Abhas e Zarori, ,P:48
[79] Lahori,Hafiz Wali ul Allah,Abhas e Zarori, ,P:59
[80] Lahori,Hafiz Wali ul Allah,Abhas e Zarori, ,P:65
[81] Moulvi Mahboob Ahmad,Ahsan ul Akhbar,Roz Bazar Amaratsar,P:1
[82] Abbasi,Allama Manzoor Ahsan, Izala e Shokok o Shubhat e Padri,Lahore,P:4
[83] Muhammad Aslam Rana,Alamgir Mazhar Esaiyat Ya Polosiyat,Islami,Mision ,Sunnat Nagar,Lahore,P:1-5
[84] Amaratsari,Moulana Sana ul Allah,Islam Aur Masihiyat,Numani,Kutab Khan,Lahore,P:12
[85] Amaratsari,Moulana Sana ul Allah,Islam Aur Masihiyat, ,P:25
[86] Amaratsari,Moulana Sana ul Allah,Islam Aur Masihiyat, ,P:65
[87] Amaratsari,Moulana Sana ul Allah,Islam Aur Masihiyat, ,P:136
[88] Muhammad Taqi Usmani, Esaiyat Kia He,Dar ul Ishat,Krachi,P:9-81
[89] Muhammad Taqi Usmani, Esaiyat Kia He, ,P:82
[90] Abbasi ,Professor Manzoor Ahsan,Aik Padari Ka Quran par Buhtan,Lahore,P:1
[91] Hussaini,Basheer Ahmad,Baybal Aur Tahreef,Islami Kutab Khana, Lahore, P:5
[92] Hussaini,Basheer Ahmad,Baybal Aur Tahreef, , P:6
[93] Hussaini,Basheer Ahmad,Baybal Aur Tahreef, , P:13
[94] Hussaini,Basheer Ahmad,Baybal Aur Tahreef, , P:17
[95] Hussaini,Basheer Ahmad,Baybal Aur Tahreef, , P:26
[96] Hussaini,Basheer Ahmad,Baybal Aur Tahreef, , P:36
[97] Hussaini,Basheer Ahmad,Baybal Aur Tahreef, , P:46
[98] Hussaini,Basheer Ahmad,Baybal Aur Tahreef, , P:48

[99]Hussaini,Basheer Ahmad,Baybal Aur Tahreef, , P:50
[100] Hussaini,Basheer Ahmad,Baybal Aur Tahreef, , P:62
[101] Hussaini,Basheer Ahmad,Baybal Aur Tahreef, , P:70
[102] Padri Foundar,Meezan ul Haq,Arfan School,Kolkata,1848,P:20
[103] Padri Foundar,Meezan ul Haq, ,P:23
[104] Padri Foundar,Meezan ul Haq, ,P:38
[105] Padri Foundar,Meezan ul Haq, ,P:71
[106] Padri Foundar,Meezan ul Haq, ,P:79
[107] Padri Foundar,Meezan ul Haq, ,P:105
[108] Padri Foundar,Meezan ul Haq, ,P:142
[109] Padri Foundar,Meezan ul Haq, ,P:176
[110] Padri Foundar,Meezan ul Haq, ,P:205
[111] Padri Foundar,Meezan ul Haq, ,P:216
[112] Padri Foundar,Meezan ul Haq, ,P:222
[113] Padri Foundar,Meezan ul Haq, ,P:248
[114] Padri Foundar,Meezan ul Haq, ,P:264
[115] Barkat Ullah,Allama, Masihiyat Ki Alamgiri,P:6
[116] Barkat Ullah,Allama, Masihiyat Ki Alamgiri,P:47
[117] Barkat Ullah,Allama, Masihiyat Ki Alamgiri,P:57
[118] Barkat Ullah,Allama, Masihiyat Ki Alamgiri,P:91
[119] Barkat Ullah,Allama, Masihiyat Ki Alamgiri,P:136
[120] Barkat Ullah,Allama, Masihiyat Ki Alamgiri,P:157
[121] Barkat Ullah,Allama, Toudheeh ul Bayan fi Usool el Quran ,P:4
https://noor-ul-huda.com/book/allama_ullah/teaching_quran/asul_quran.pdf
[122] Barkat Ullah,Allama, Deen e Fitrat Islam ya Masihiyat,P:9
https://noor-ul-huda.com/book/allama_ullah/human_instinct/human_instinct.pdf
[123] Lahiz,Dr Imad ul Din ,Hadayat ul Muslimin,Lakhno,1899,P:6-15
[124] Lahiz,Dr Imad ul Din ,Hadayat ul Muslimin,P:15-21
[125] Lahiz,Dr Imad ul Din ,Hadayat ul Muslimin,P:21-22
[126] Lahiz,Dr Imad ul Din ,Hadayat ul Muslimin,P:23-28
[127] Lahiz,Dr Imad ul Din ,Hadayat ul Muslimin,P:29-33
[128] Lahiz,Dr Imad ul Din ,Hadayat ul Muslimin,P:34-39
[129] Lahiz,Dr Imad ul Din ,Hadayat ul Muslimin,P:40-55
[130] Lahiz,Dr Imad ul Din ,Hadayat ul Muslimin,P:55-65
[131] Lahiz,Dr Imad ul Din ,Hadayat ul Muslimin,P:65-198
[132] Lahiz,Dr Imad ul Din ,Hadayat ul Muslimin,P:199-240
[133] Lahiz,Dr Imad ul Din ,Hadayat ul Muslimin,P:241-379
[134] Allamah Akbar Maseeh,Tanweer ul Azhan Fi Fasahat el Quran ,P:95-98
https://noor-ul-huda.com/book/allama_mashi/quran_miracle/quran_miracle.pdf
[135] Thakar Das,Allamah G-L,Sirat ul Maseeh wal Muhammad,P:11
https://noor-ul-huda.com/book/thakkur_dass/muhammad_christ/muhammad_christ.pdf
[136] Dahlvi,Mastar Ram Chandar,Ijaz e Quran ,P:15
https://noor-ul-huda.com/book/quran_refuted/quran_refuted.pdf.